رشوت پر وعید اور اس کا شرعی حکم

از: مولانا غفران ساجد قاسمی
حی النسیم، ریاض، سعودی عرب
gsqasmi99@gmail.com

رشوت کیا ہے؟

آج جب کہ زمانہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کررہا ہے اور آئے دن نت نئی ایجادات سامنے آرہی ہیں، ایسے ترقی یافتہ دور میں رشوت کی کوئی خاص شکل وصورت متعین نہیں ہے، اور اب صرف کاغذ کے چندنوٹوں کے لین دین کا نام رشوت نہیں ہے؛ بلکہ زمانہ اور حیثیت کے اعتبار سے رشوت کی شکلیں بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں، اگر کوئی عام آدمی کسی کلرک کو رشوت دیتا ہے تو وہ چندنوٹوں کی شکل میں ہوتا ہے، لیکن اگریہی رشوت کوئی خاص شخص کسی بڑے عہدہ دار، مثلاً وزیر یا کسی بڑے صاحبِ منصب کو دیتا ہے تو وہ کبھی بنگلہ، موٹرکار یا پھر کسی بیرون ملک کے سیاحتی ٹکٹ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے، جسے وہ ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دے دیتا ہے؛ لیکن درحقیقت وہ رشوت کی ترقی یافتہ شکل ہوتی ہے؛ اس لیے صرف کاغذ کے چندنوٹوں کے لین دین کو ہی رشوت نہیں کہہ سکتے، اس کے علاوہ بھی ہر وہ شئی جو اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی اہل منصب کو دیا جائے گا وہ رشوت ہی ہوگا۔

مجمع البحار میں علامہ فتنی نے بھی رشوت کی تعریف کی ہے: ''رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے''۔ (مجمع البحار بحوالہ علامہ سید سلیمان ندویؒ)

رشوت اسلام کی نظر میں:

رشوت کی مذمت اور اس کے لینے اور دینے والوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی سخت وعیدیں بتائی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ''رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے''۔ (رواہ ابن ماجه)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے''۔ (طبرانی)

رشوت کی دلالی کرنے والا بھی ملعون:

اسلام کی نظر میں جس طرح رشوت لینے اور دینے والا ملعون اور دوزخی ہے، اسی طرح اس معاملہ کی دلالی کرنے والا بھی حدیث رسول کی روشنی میں ملعون ہے۔ صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے''۔ (رواہ احمد وطبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ قاضی کا کسی سے رشوت لے کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا کفر کے برابر ہے، اور عام لوگوں کا ایک دوسرے سے رشوت لینا ''سحت'' یعنی حرام ناپاک کمائی ہے۔ (طبرانی) یہی وجہ ہے کہ پوری امت رشوت کے حرام ہونے پر متفق ہے۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوسکتی ہے؟

لغت میں ''رشوت'' کے معنی ہیں وہ نذرانہ جو اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کسی کو پیش کیا جائے، خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز؛ اسی لیے امام ابوسلیمان خطابیؒ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''رشوت لینے اور دینے والے دونوں شخص گناہ وسزا کے مستحق اس وقت ہوں گے، جب کہ دونوں کا مقصد باطل اور ناحق کی حمایت کرنا ہو، کسی پر ظلم کرنا یا کرانا ہو یا شرعی حکم کی پامالی ہو، مثلاً ایک شخص جس کا ایک چیز میں شرعاً کوئی حق نہیں بنتا، وہ صاحب اختیار کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیتا ہے یا ایک چیز ایک شخص کی ملکیت یا اس کا حق ہے، اس کے پاس ثبوت بھی ہیں، جو اس نے فراہم کردیے، مگر دوسرا شخص رشوت کے زور پر صاحب اختیار سے اس کے خلاف فیصلہ کرالیتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق نہ مل سکے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ رشوت دینا بلاشبہ لعنت کا سبب ہے۔

اسی طرح رشوت لینے والا شخص بھی وعید کا مصداق اس وقت ہوگا، جب اس نے ایسے حق یا عمل کی انجام دہی پر رشوت لی ہو جو اس کے اوپر ازروئے شریعت واجب ہے، یا وہ کوئی کام ایسا کررہا ہے، جس کے کرنے کا کوئی جواز نہیں اور دوسرے کا اس سے نقصان ہورہا ہے، جب تک

اس کی مٹھی گرم نہ کی جائے، وہ اپنے اس ناحق عمل سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ ہو، مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ایسا شخص ملعون ہے۔

البتہ ایک شخص کا حق ہے کہ جو اسے ملنا چاہیے، رشوت دیے بغیر نہیں ملے گا، یا اتنی دیر سے ملے گا، جس میں اسے غیر معمولی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اس کے اوپر کسی فرد کی طرف سے ظالمانہ مطالبات عائد ہوگئے ہیں اور رشوت دیے بغیر ان سے خلاصی مشکل ہے تو امید ہے کہ دینے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، البتہ دیانت شرط ہے جس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص حکام اور ارباب اختیار کے نزدیک اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے باحیثیت مانا جاتا ہے، اگر ایسے شخص کے ذریعے اپنا جائز حق وصول کرنے کے لیے حاکم تک رسائی حاصل کی جائے اور وہ شخص جس پر اس کام کی شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے، حق الخدمت کے طور پر کچھ وصول کرتا ہے تو یہ اس کے لیے حلال ہوگا، کیوں کہ یہ نہ تو باطل کی اعانت ہے، نہ کسی پر ظلم ہے اور نہ ہی اس پر یہ کام کرنا از روئے شریعت واجب ہے، لیکن نہ لینا موجب اجر وثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفارش کردو، ثواب پاؤ گے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن ناگوار حالات میں رشوت دینی پڑتی ہے، ان میں دینے والا تو مجبور ہوتا ہے، مگر لینے والا مجبور نہیں ہوتا۔

رشوت اور قوم یہود کا شیوہ:

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں رشوت کے چلن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عرب کے کاہن اپنی مفروضہ غیبی طاقت کی بنا پر بعض مقدموں کے فیصلے کرتے تھے، اہل غرض ان کو اس کے لیے مزدوری یا رشوت کے طور پر کچھ نذرانہ دیتے تھے، اس کو حلوان (مٹھائی) کہتے تھے، اسلام آیا تو اوہام کا یہ دفتر ہی اڑ گیا، اس پر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کے حلوان کی خاص طور سے ممانعت فرمائی۔ (ترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ مہر البغی)

اسی طرح عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار اور رئیس فیصل کرتے تھے، قانون کی زد سے بچنے کے لیے مال دار اور اہل ثروت طبقہ علانیہ رشوت دیتے اور ان کے کاہن اور قاضی یہ رشوت لے کر ان کے حق میں فیصلہ سنادیتے تھے، اور اتنا ہی نہیں؛ بلکہ توراۃ کے احکام پر پردہ ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری) چنانچہ توراۃ کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اسی گناہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتَابِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا، أُولٰئِكَ مَا یَأکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ إلاَّ النَّارَ وَلاَ یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلاَ یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ. (بقرۃ: ۲۱)

ترجمہ: خدانے کتاب سے جو اتارا اس کو جو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں، خدا ان سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہی حرام کی کمائی رشوت ہے۔

عہد نبوت میں خیبر کے یہودیوں سے زمین کی آدھے آدھ پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی، جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے، وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو حصے کردیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی، آپس میں چندہ کرکے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور کہا کہ یہ قبول کرو، اور اس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے یہودیو! خدا کی قسم تم خدا کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو، لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کرسکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے۔“ یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ ”یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں۔“ (موطا امام مالک، کتاب المساقاۃ)

عاملین زکوٰۃ کا ہدیہ یا نذرانہ قبول کرنا:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال کو رعایا سے ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد، کتاب الاقضیہ)، ایک دفعہ ایک عامل نے آکر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے، یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر تقریر کی، حمد وثنا کے بعد فرمایا:

”عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آکر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے، تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ کر نہیں دیکھتا کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اس میں سے جو لے جائے گا وہ قیامت میں اپنی گردن پر لاد کر لائے گا، اونٹ، گائے، بکری جو ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا: ”خداوند! میں نے پہنچادیا۔“ (صحیح بخاری، باب ہدایا العمال)

اس حدیث میں غور کریں اور موجودہ دور کے عمال (یعنی مدرسہ اور ملی تنظیموں کے سفراء) پر نظر ڈالیں کہ جب وہ رمضان میں سفر سے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے پاس ہدایا وتحائف کی کتنی بڑی تعداد ہوتی ہے بالخصوص مہتمم، نظماء اور سکریٹری حضرات، پھر فیصلہ کریں کہ ان کا یہ ہدایا اور تحائف قبول کرنا مذکورہ حدیث کی روشنی میں کیسا ہے؟

رشوت کی برائی قرآن میں:

رشوت کی ممانعت میں قرآن کریم کی ایک اور آیت صریح طور پر دلالت کرتی ہے:

وَلاَ تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا إِلَىٰ الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ :(البقرة:۱۸۸)

ترجمہ: اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہونچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھاجاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کرکے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو؛ لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے فائدہ اٹھاکر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کرلے۔ یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کرسکتا۔ یہ ظالم عنداللہ مجرم ہوگا۔ (ابن کثیر)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حلال وحرام کے اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”شریعت اسلام میں جتنے معاملات باطل یا فاسد اور گناہ کہلاتے ہیں ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں وجوہِ مذکورہ میں کسی وجہ سے خلل ہوتا ہے، کہیں دھوکہ فریب ہوتا ہے، کہیں نامعلوم چیز یا نامعلوم عمل کا معاوضہ ہوتا ہے، کہیں کسی کا حق غصب ہوتا ہے، کہیں کسی کو نقصان پہونچاکر نفع حاصل کیا جاتا ہے، کہیں حقوق عامہ میں ناجائز تصرف ہوتا ہے، سود، قمار وغیرہ کو حرام قرار دینے کی اہم وجہ یہ ہے کہ وہ حقوق عامہ کے لیے مضر ہیں، ان کے نتیجہ میں چند افراد پلتے بڑھتے ہیں، اور پوری ملت مفلس ہوتی ہے، ایسے معاملات فریقین کی رضامندی سے بھی اس لیے حلال نہیں کہ وہ پوری امت کے خلاف ایک جرم ہے، آیت مذکورہ ان تمام ناجائز صورتوں پر حاوی ہے۔“ (معارف القرآن:۱/۴۵۹)

یہ آیت اپنے ترجمہ کے لحاظ سے رشوت کی ممانعت میں صاف وصریح ہے؛ کیوں کہ رشوت

بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا اثر حقوق عامہ پر براہ راست پڑتا ہے، اوراس کی وجہ سے حقدار کا حق مارا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں رشوت کا اطلاق کن چیزوں پر ہوگا؟

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں کن طریقوں کو رشوت کہیں گے، تو اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا احادیث اور قرآنی آیتوں کی روشنی میں ہر وہ لین دین جو شریعت کے خلاف ہو، اور کسی کا حق مارنے کے لیے ہو یا اسی طرح غیر شرعی افعال کو انجام دینے کے لیے کچھ لیا یا دیا جارہا ہو وہ سب رشوت کے دائرہ میں آئیں گے۔

مثلاً: اس وقت ذرائع ابلاغ سب سے مؤثر اور طاقتور ذریعہ ہے اپنی بات لوگوں تک پہونچانے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا۔تو ہر وہ شخص جو غیر شرعی طور پر اپنی بات اخبار میں شائع کرانے کے لیے یا اپنے کسی مدمقابل کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی خبر اخبار میں شائع کراتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی خبریں جو شخصی ہوتی ہیں اخبار والے بھی بغیر کچھ لیے دیے شائع نہیں کرتے تو یہ دینا اور اخبار والے کا لینا دونوں شرعاً بھی حرام ہیں اور صحافتی وقانونی نقطۂ نظر سے بھی حرام ہے۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال تھی، آج کی دنیا میں قدم قدم پر رشوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اوراس کا چلن سب سے زیادہ سرکاری دفاتر اور محکموں میں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ جگہیں ایسی ہیں جہاں ایک نیک اور دین دار شخص کو بھی اپنا حق حاصل کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لینا پڑتا ہے؛ کیوں کہ اگر وہ رشوت نہیں دیتے ہیں تو وہ اپنے حق سے محروم رہ جائیں گے،ایسے معاملات میں جہاں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے بہ جبر واکراہ رشوت دینی پڑتی ہے، اسے تو فقہاء نے کسی حدتک جائز قرار دیا ہے؛ لیکن رشوت لینا ہر حال میں حرام اور ناجائز ہے۔

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے رشوت دینے کی گنجائش:

آخر میں رشوت دینے اور لینے سے متعلق فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی کی ایک عبارت نقل کرنا چاہتا ہوں، جس میں انھوں نے علامہ ابن نجیم کے حوالہ سے رشوت لینے اور دینے کی حرمت بیان کی ہے، مزید یہ کہ رشوت دینے کی گنجائش کن صورتوں میں ہوسکتی ہے؟

”رشوت لینا جس طرح حرام ہے، اسی طرح اصولی طور پر رشوت کا دینا بھی حرام ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں ایک متفق علیہ اصول ہے کہ جس چیز کا لینا جائز نہیں اس کا دینا بھی

جائز نہیں۔ ”مَاحُرِمَ أخْذُہٗ حَرُمَ إعْطَاءُہٗ“ البتہ چوں کہ رشوت لینا کبھی بھی مجبوری نہیں بن سکتی اور رشوت دینا بعض دفعہ مجبوری بن جاتی ہے؛ اس لیے فقہاء نے ضرورت اور مجبوری کے مواقع پر رشوت دینے کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو پیش نظر رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ شر پسند شعراء کو اس لیے کچھ دیا کرتے تھے کہ وہ بے ہودہ ہجو پر مبنی اشعار کہنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے سے اجتناب کریں۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ اصول متعین کیا ہے کہ اگر رشوت نہ دے تو ناحق طریقہ پر اس کو جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ جس ذمہ دار کے پاس اس کی درخواست زیرِ غور ہے، وہ اس کے ساتھ انصاف سے کام نہ لے گا اور اس کے اور دوسرے امیدواروں کے درمیان مساویانہ سلوک روا نہیں رکھے گا۔

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں:

”اَلرِّشْوَۃُ لِخَوْفٍ عَلیٰ نَفْسِہٖ أوْ مَالِہٖ أوْ لِیُسَوِّيَ أمْرَہٗ عِنْدَ السُّلْطَانِ أوْ أمِیْرٍ“

(ردالمحتار: ۴/۳۴۰ بحوالہ جدید فقہی مسائل: ۱/۳۰۰)

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے نیز اس لیے کہ سلطان یا امیر کے پاس معاملہ کی صحیح صورتِ حال رکھے رشوت دینے کی گنجائش ہے یہ ممنوع صورتوں سے مستثنیٰ ہے۔

اللہ ہمیں اس برائی سے محفوظ رکھے! (آمین)

❁ ❁ ❁